بشریٰ پروین

تحقیق اور مآخذ شناسی

Research itself is not only a hardwork, a researcher is required to be fully aware of the writing techniques. This article delas with all the related concepts of research technique and bibliographic resources. The reader is introduced to various types of research and the various methodologies involved.

❖•❖•❖•❖•❖•❖•❖

تحقیق کی اقسام:

لغات میں تحقیق کے معنی کھوج، تحقیق، دریافت، چھان بین کے ہیں۔ پروفیسر عابد شعبہ دینیات، مسلم یونیورسٹی نے اپنی کتاب میں اس لفظ تحقیق کی تشریح یوں کی ہے۔

”تحقیق عربی لفظ بات، تفصیل سے مصدر ہے اس کو اصلی حروف (ح،ق،ق) ہیں۔اس کا مطلب ہے حق کو ثابت کرنا یا حق کی طرف پھیرنا۔“

ڈاکٹر سید عبداللہ کے مطابق:

”تحقیق کے لغوی معنی کسی شے کی حقیقت کا اثبات ہے۔“

قاضی عبدالودود کے مطابق:

”تحقیق کسی امر کو اس کی اصلی شکل میں دیکھنے کی کوشش ہے۔“

Scanned by CamScanner

ڈاکٹر تنک سنگھ بھی اس کی تعریف یوں کرتے ہیں۔ تحقیق علم کا وہ شعبہ ہے جس میں منظم لائحہ عمل کے تحت سائنسی اسلوب میں نامعلوم و ناموجود حقائق کی نئی تشریح اس طرح کرتے ہیں کہ علم کے علاقے کی توسیع ہوتی ہے۔

نامعلوم یا کم معلوم کو جاننا یعنی جو حقائق ہماری نظروں کے سامنے نہیں ہیں انہیں کو جننا سامنے تو نہیں لیکن دھندلے ہیں۔ ان کی دھند کو دور کر کے انہیں آئینہ کر دینا انسان کو ہمیشہ نا معلوم کو جاننے کی مدد دیتی ہے۔ معلوم کرنے میں دوسرے فوائد سے قطع نظر ایک ذہنی خط اور طانیت معمول ہوتی ہے۔

جہاں تک اردو کی ادبی تحقیق کا تعلق ہے اور اس کا بھی یہی ہے کہ جن ادوار جن علاقوں، جن کتابوں اور متفرق تخلیقات کے بارے میں کم معلومات ہیں۔ ان کے بارے میں مزید معلوم کیا جائے ان کے بارے میں اب تک جو کچھ معلوم ہے اس کی جانچ پڑتال کی جائے اور اس کی غلط بیانیوں کی تصحیح کر دی جائے تا کہ غلط مواد کی بنا پر غلط فیصلے صادر نہ کر دیئے جائیں۔

تحقیق کی اس واضح تعریف کے بعد جدید تحقیق میں محقق کے جو اوصاف ہیں ان کا سرسری جائزہ لیں گے۔

کردار یا اخلاق:

الف: حق گوئی

۱۔ بے تعصبی اور غیر جانب داری۔

۲۔ ہٹ دھرم اور ضدی نہ ہونا۔

۳۔ کسی دینوی فائدے کی تلاش نہ کرے۔

۴۔ تحقیق کی طرف رغبت اور ولولہ ہو۔

۵۔ مزاج میں ڈٹ کی محنت کرنے کا مادہ ہو۔

Scanned by CamScanner

۶۔ مزاج میں بے جبری اور عجلت نہ ہو۔

۷۔ تحقیق کے مزاج میں اعتدال ہونا چاہیے۔

۸۔ اخلاقی جرات

ب: ذہنی

۱۔ غیر مستقل مزاج نہ ہو۔

۲۔ ضعیف الاعتقاد نہ ہو۔

۳۔ استفہامی مزاج نہ ہو۔

۴۔ اس کے مزاج میں سائنس دان کی سی قطعیت ہو۔

۵۔ اس کا حافظہ اچھا ہو۔

۶۔ سکون کے ساتھ ذہن کو کام پر مرکوز رکھے۔

ج: عملی اوصاف

۱۔ نامعلوم کو معلوم کرنے کی کوشش۔

۲۔ اردو کے علاوہ دوسری زبانوں سے واقفیت۔

۳۔ تاریخ کا شعور ہو تا کہ ماضی سے گہری واقفیت ہو۔

تحقیق ایک جامع عمل ہے جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے مختلف پہلوؤں کا حامل ہے۔ چند پہلو ایسے ہیں جو اپنے مقاصد کے لحاظ سے اہم ہیں اور قابل توجہ ہیں۔ ان میں نظریاتی یا بنیادی پہلو اور اطلاقی پہلو نمایاں ہیں۔

تحقیق کا مقصد نظریہ کی نشوونما اور ارتقا سے اس قسم کی تحقیق نئے خیالات کو واضح طور پر یقین کرنے اور مقاصد زندگی کو سمجھنے میں مدد و معاون ثابت ہوتی ہے۔ تحقیق کا دوسرا مقصد حقائق کو ایک جگہ اکٹھا کرنا ہے لہذا اس عمل کے لیے بکثرت سروے اور تاریخی تحقیق پر حاصل اطلاعات حاصل کی جاتی ہیں۔ تحقیق کا تیسرا مقصد یہ ہے کہ اس کا تعلق فوری

Scanned by CamScanner

مسائل سے ہو جو تحقیق کو سمجھنے یا حل کرنے میں مدد دے سکے۔ تحقیق کے مقاصد حل کرنے کے لیے ماہرین تحقیق نے بے شمار تحقیقات کی ہیں لیکن یہ تمام قسمیں خالص تحقیق اور اطلاقی تحقیق کے دائرے میں آتی ہیں۔

اس تحقیق کا مقصد معلومات کا دائرہ وسیع کرنا ہے۔ اس عمل میں بہت سے سوالات اور موضوع نئے گوشوں کو بے نقاب کرنے میں تقریباً ایک نئی سمت کی تلاش کا کام پورا ہو جاتا ہے۔ اس طرح تحقیق میں نتائج کو علوم کی جانچ پڑتال نئے حقائق کی فراہمی اور مختلف عوامل کے نظریات کے بارے میں تصوراتی ڈھانچے دیتے ہیں۔ اس کا مقصد نتائج کی روشنی میں خالص تحقیق کو پرکھنا ہے۔ صرف معلومات کا حصول منزل نہیں بلکہ نتائج کو عملی شکل میں دیکھنا مقصود ہوتا ہے لہذا قواعد وضوابط کی حد میں رہ کر ضروری اقدامات کا جائزہ لینا گویا تحقیق کا محقق حامل کی نوعیت کا جائزہ لینا ہے۔

کیوں اور کیونکہ اس کی تحقیق کی دنیا محدود ہوتی ہے لیکن اطلاعاتی تحقیق سے وابستہ افراد مسائل کو حل کرنے میں اصول وضوابط کی حدود میں رہ کر ضروری اقدامات کیے جاتے ہیں۔ گویا خالص تحقیق کا محقق مسائل کی نوعیت کا جائزہ لیتا ہے۔ کیوں اور کیونکہ تک اس کی تحقیق کی دنیا محدود ہوتی ہے لیکن اطلاعاتی تحقیق سے وابستہ افراد مسائل کو حل کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ تحقیق کے ان دونوں طریقوں میں فرق کے باوجود ان دونوں کی دنیا ایک ہے۔ ان اقسام کے علاوہ تحقیق کی اور بھی اقسام ہیں مثلاً:

۱۔ تاریخی تحقیق یا دستاویزی تحقیق۔

۲۔ بیانیہ تحقیق۔

۳۔ تخلیقی تحقیق۔

۴۔ تقابلی تحقیق۔

۵۔ معاشرتی علوم کی تحقیق۔

Scanned by CamScanner

۶۔ لسانی تحقیق۔

۷۔ مسائل کے حل کی تحقیق۔

اس کے علاوہ تحقیق کی اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ کلیاتی تحقیق۔

۲۔ آپریشنل ریسرچ۔

۳۔ کلیاتی آزمائش تحقیق۔

۴۔ تجرباتی تحقیق۔

۵۔ پیشین گوئی تحقیق۔

۶۔ لسانی تحقیق۔

۷۔ جغرافیائی تحقیق۔

۸۔ زمینی تحقیق۔

۹۔ خلائی تحقیق۔

۱۰۔ آبی تحقیق۔

۱۱۔ نباتی تحقیق وغیرہ وغیرہ۔

ان مختلف اقسام کی تحقیقات کے ناموں سے ان کی نوعیت کا اندازہ ہے۔ ان کے مقاصد کا علم ہو جاتا ہے۔ تحقیق کی یہ مختلف اقسام کی نوعیت اور مقصد الگ الگ ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے طریقے کی تحقیق کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بہت مختلف ہے۔ ماہرین نے تحقیق کو پانچ قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ کیونکہ اس میں ہر طرح کی تحقیق شامل ہے۔ یہ اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ تاریخی دستاویز تحقیق۔

۲۔ بیانیہ تحقیق۔

Scanned by CamScanner

۲۔ تجرباتی تحقیق۔

۳۔ تکنیکی تحقیق۔

۴۔ ادبی تحقیق۔

۵۔ تاریخی تحقیق۔

۶۔

تاریخی تحقیق:

اس میں تاریخی دستاویز کا آثار قدیمہ اور ماضی کی بزرگ شخصیتوں کے کارناموں اور فلسفوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ مواد کا حصول عمل میں آ جاتا ہے۔ تنقیدی جائزہ لیا جاتا ہے اور نتائج مرتب کیے جاتے ہیں اور آخر میں رپورٹ تیار کی جاتی ہے۔ اس طریقہ کار میں تجربے کے لیے مواد تیار کیا جاتا ہے جس کی تلاش کے لیے اور بہت سی چیزیں استعمال ہوتی ہیں۔ مثلاً

- ابتدائی مآخذ
- ثانوی مآخذ

ابتدائی مآخذ:

دستاویزات، موضوعات یا اصل شواہد جو واقعات سے متعلق دستیاب ہیں اور اس میں ایسی دستاویزات اور ریکارڈ شامل ہیں۔ جنہیں مصنف نے خود دیکھا یا لکھا ہو جن میں ابتدائی معلومات درج ہیں۔ ان میں مخطوطات، ذاتی کاغذات، خطوط، انٹرویو، خودنوشت، سوانح حیات، یادداشتیں، تصاویر اور مضامین کے مجموعے شامل ہیں۔

ثانوی مآخذ:

یہ وہ ریکارڈ ہوتے ہیں جن کو ایسے افراد مرتب کرتے ہیں جو خود واقعے میں شریک نہیں ہوتے ہیں لیکن وہ واقعے کا ریکارڈ تیار کرتے ہیں تو وہ ثانوی مآخذ میں شامل ہیں۔ اسی حوالے سے اگر حافظ محمود شیرانی نے تحقیق کی اس قسم سے بھرپور استفادہ کیا ہے

Scanned by CamScanner

اور اردو زبان سے متعلق اپنے نظریے کو ثانوی تحقیق کی روشنی میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایم سلطانہ بخش، حافظ محمود شیرانی، کے بارے میں لکھتی ہیں:

''شیرانی صاحب کے تحقیقی ماحول کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ جب بھی کسی مسئلے کے متعلق تحقیق شروع کرتے ہیں تو اس کے تمام گوشوں کی چھان بین کر کے اپنا اطمینان کرتے ہیں اور اپنے دعے کے ثبوت میں پنجاب میں اردو میں انہوں نے اردو زبان کے آغاز میں اپنا نظریہ تمام تاریخی، عملی، ادبی اور لسانی دلائل کے ساتھ پیش کیا ہے۔''

اپنے اس نظریے کو ثابت کرنے کے لیے انہوں نے مختلف دستاویزات، تاریخی کتبر، خطوط اور رسائل کے حوالے بھی دیے مثلاً ہندوستان میں لفظ اردو کا استعمال کے متعلق تزک بابری سے حوالے دیے ہیں۔ محض تحقیق کی اقسام اور اس کے متعلق تفصیلات کو زیر بحث لانا ضروری ہے۔

تجرباتی تحقیق:

اس طریقہ کار میں نئے حالات میں اختیاری اور عملی تبدیلیوں سے بحث کی جاتی ہے۔ اس کے ذریعے سے واقعات یا حالات کے علامتوں کا پتہ چل جاتا ہے جن کو نئی کاوش کہا جاتا ہے۔ ان کی تشریح بھی کی جاتی ہے۔ اس کی تحقیق میں تجربے اور تجزیے کے لیے اچھے طریقے سے مدد مل جاتی ہے۔

اس طرح وہ اردو زبان کی سیاسی وجہ بیان کرتے ہوۓ لکھتے ہیں۔ سیاسی واقعات کا اثر زبان پر بہت گہرا ہوتا ہے چنانچہ جب ہم اردو، پنجابی زبان کے صرف ونحو کے قواعد اور عام بول چال کا مقابلہ کرتے ہیں تو یہ ہر قدم پر محسوس ہوتا ہے کہ دونوں زبانوں کی مماثلت کا راز صریح آشکار ہو جاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

ادبی تحقیق رموضوعاتی تحقیق:

اس میں تدوین میں تین متناسب ادبی تنقید، فلسفہ اور فکری پہلو،علوم وغیرہ شامل ہیں۔ یہ سب کچھ تاریخی، ادبی اور سماجی تناظر میں کیا جاتا ہے۔ اس تحقیق میں قدیم شعراء کی ترتیب و تدوین وتذکرے وغیرہ شامل ہیں۔ تحقیق کی اس قسم کے حوالے سے پنجاب میں اردو کا جائزہ لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ پنجاب میں اردو میں حافظ محمود شیرانی نے لسانی تحقیق کو نوری بنیاد بنایا اور اس پر بھرپور کام کیا ہے۔

دستاویزی تحقیق میں حصول مواد کا حامل ہوتا ہے اسی پر تمام تحقیق کا دار و مدار ہوتا ہے۔ اس مرحلے میں اس کا مآخذ اور دستاویزات کو جمع کر کے استفادہ کیا جاتا ہے۔ جس تحقیق کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔عام طور پر دو قسم کے مآخذ استعمال کیے جاتے ہیں۔

بنیادی مآخذ:

اس میں خطوط ،روزنامچے اور یادداشتیں شامل ہیں۔ مثلاً خطوط میں غالب کے خطوط۔ ان کی زندگی اور اس وقت کے سیاسی سماجی تعلقات اور عادات وغیرہ کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں۔

روزنامچہ بھی بنیادی مآخذ ہے جس سے تحقیق میں بڑی مدد دیتی ہے۔ مثلاً عطیہ فیضی کی ڈائری سے علامہ اقبال کے بارے میں بہت سے حقائق سامنے آتے ہیں۔ اسی طرح بنیادی مآخذ میں چشم دید واقعات، ذاتی کاغذات، دستاویزی ریکارڈ،انٹرویو،حکومت کی مطبوعات،خود نوشت،سوانح عمری، یادداشتیں،خطوط،تقریروں کے مجموعے اور معاصر مضامین شامل ہوتے ہیں۔ یہ وہ مآخذ ہیں جو میسر آ جائیں تو ایک محقق اپنی تحقیق کی بنیاد صداقت اور حقائق پر رکھ سکتا ہے۔ بنیادی مآخذ میں خود نوشت کلام سرکاری اعزازات اور ڈائریاں وغیرہ بھی شامل ہیں۔ خود نوشت کی ایک مثال ''شہاب نامہ'' ہوسکتا ہے۔ ذاتی کلام میں شعراء کے دیوان شامل ہیں۔ علاوہ ازیں کسی شخصیت کا خطاب بھی بنیادی مآخذ

Scanned by CamScanner

ہوسکتا ہے۔ جیسے علامہ اقبال کا خطبہ الہ آباد، اس کے علاوہ مخطوطے بھی بنیادی مآخذ ہوتے ہیں۔

ثانوی مآخذ:

کچھ واقعات ایسے ہوتے ہیں جن کا کوئی چشم دید گواہ نہیں ہوتا بلکہ وہ واقعات سینہ بہ سینہ چلے آتے ہیں یا جو شخص واقعہ بیان کررہا ہوتا ہے اس نے یا تو وہ واقعہ کہیں سنا ہوتا ہے یا کہیں پڑھا ہوتا ہے۔ مصنف یا شاعر کے بچپن کے حالات معلوم کرنا مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ خاص طور پر جب مصنف یا شاعر پرانے زمانے کا ہو، اس صورت میں مختلف روایتوں کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔

اسی طرح تاریخی واقعات میں بھی یہی طریقے آزمائے جانا مثلاً ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' میں شبلی نے ایسے واقعات جن کے بارےمیں قرآن و حدیث خاموش ہے اسی طرح علامہ اقبال کے بچپن کے واقعات کے بارے میں آپ کی بڑی بہن اور دوسرے رشتے داروں کے علاوہ آپ کے ساتھیوں کے حافظے پر یقین کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں خالد نظیر صوفی تحریر کرتے ہیں:

> ''میں مرحوم کے ابتدائی حالات کی جستجو میں دوبار سیالکوٹ گیا تھا۔ ان تما اصحاب سے ملا تھا جن سے مرحوم کے متعلق کچھ نہ کچھ معلوم ہوسکتا تھا۔ سید نذیر نیازی اور ڈاکٹر عبداللہ چغتائی بھی اس سفر میں میرے ساتھ تھے۔ شمس میر تقی شاہ جو علامہ اقبال کے ہم عصر تھے انہوں نے بتایا، ابتداء میں مرحوم کو دینی تعلیم کے لیے ایک مکتب میں بھی رکھا گیا تھا۔''

یہ بیان جو میر تقی شاہ اور خالد نذیر صوفی سے منسوب کیا گیا ہے ثانوی مآخذ میں آئے گا کیونکہ سید تقی مرحوم کے ہم عمر تھے اور اس وقت وہ بھی کمسن تھے لہذا یہ سب کچھ

Scanned by CamScanner

حافظے کی بنا پر کیا گیا ہے مگر کوئی بھی شخص اس واقع کو بیان نہیں کرسکتا جس پر یقین کیا جاسکے۔ثانوی شواہد جن پر ہوتے ہیں بلکہ روایات ثانوی مآخذ غیبی شواہد پر مبنی ہوتے ہیں بلکہ روایات سے تعلق رکھتے ہیں اگر روایات مستند ہوں تو اسے دستاویز رکھت ییں اگر روایات مستفید ہوں تو یہ دستاویز ہر طرح کے مآخذ کے حامل ہوتے ہیں۔

موضوع کا انتخاب:

تحقیق کے مدارج میں سب سے اہم منزل موضوع کے انتخاب کی ہے۔اگر اسکالر نے اپنی صلاحیت اور اپنی پسند کی روشنی میں موضوع کا انتخاب نہیں کیا تو اس کی تحقیق کبھی بھی مکمل نہیں ہوگی اور اگر مکمل ہو بھی گئی تو اس سے مفید نتائج برآمد نہیں ہوں گے۔ دانش گاہوں میں تحقیقی صورت حال اسی لیے ابتر ہے کہ جو شخص شاعر کا شعر موزوں نہیں پڑھ سکتا وہ شعرائے کرام کے دیوان کی تدوین میں لگ جاتا ہے اس طرح جسے علم لسانیات سے کوئی دلچسپی نہیں وہ لسانیات کو موضوع تحقیق بنالیتا ہے۔ اس لیے تحقیق کا سب سے ابتدائی مرحلہ موضوع کے انتخاب کی شکل میں سامنے آتا ہے۔

موضوع کتنا ہی فرسودہ کیوں نہ ہو اپنے اندر نئے گوشوں کو بے نقاب کرنے کی بے پناہ وسعتیں رکھتا ہے۔قدیم داستانوں،کلاسیکی کہانیوں،قصوں کومحقق غیر حقیقی کہہ کر نظر انداز کرنا دانش مندی نہیں ان میں سینکڑوں برسوں کی تہذیبی علامتیں پوشیدہ ہیں۔اسی طرح عوامی شاعری، لوک گیت، پہیلی وغیرہ آج ادبی تحقیق کے دلچسپ موضوعات ہوسکتے ہیں البتہ یہ ضرور دیکھنا چاہیے کہ جن پہلوؤں پر تحقیق کی جاچکی ہے اور اس سے خاطر خواہ نتائج کے برآمد ہونے کی امید ہے یا نہیں اگر موضوعات کے انتخاب میں کوئی تردد ہو تو گریز کرنا چاہیے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ جن موضوعات پر تحقیقی سرمایہ کافی جمع ہو چکا ہے۔ وہ مزید تحقیق کا بوجھ برداشت نہیں کرسکتے۔

اسکالر کے ذہن میں بیک وقت متفرق موضوعات پیدا ہوسکتے ہیں۔ یہ ایک

Scanned by CamScanner

فطری امر ہے۔انسانی ذہن سینکڑوں تصورات کی پرورش کرتا رہتا ہے۔اس لیے خیالات کی پرورش پر گرفت رکھنا ضروری ہے۔اسے اپنی علمی استعداد ذہنی رجحان کو برابر نہیں رکھنا چاہیے اس کی وجہ سے وہ پراگندگی ذہن کا شکار بن جائے گا لہٰذا ایک بار موضوع کے انتخاب کا فیصلہ عمل میں آ گیا تو تحقیق کی پہلی اینٹ صحیح جگہ رکھ دی جائے گی۔

موضوع چنتے وقت یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ دائرہ اتنا وسیع نہ ہو کہ وقت پر کام مکمل نہ ہو سکے۔اس لیے اختصار اور وقت کی محدودیت کو بھی مدنظر رکھنا موضوع کے تعین کا ایک اہم عنصر ہے۔اگر بھارت میں پاکستانی ادب پر تحقیق کی جارہی ہے تو یہ بات پہلے سے سوچ لینی چاہیے کہ کیا اگر جواب نفی میں ہے اور اس کے امکانات ہیں کہ پاکستانی ادبی سرمایہ تک اسکالر کی رسائی ممکن نہیں ہوسکتی تو یہ موضوع فوراً ترک کر دینا چاہیے۔اگر مواد کی حصول یابی کے ذرائع دسترس میں نہ ہوں گے تو تحقیق آگے نہیں بڑھ سکتی۔اس طرح اگر تحقیق کے لیے آلات، لائبریری اور کتابوں کی ضرورت پر نظرثانی کی ضرورت ہوگی تو اخراجات بھی تحقیق کے لیے ضروری ہیں۔موضوع کتنا ہی آسان نہ ہو روپے پیسے کے بغیر اسکالر کچھ نہیں کرسکتا۔ اس لیے ابتداء ہی میں اندازہ کر لینا چاہیے کہ کون سا موضوع کم سے کم اخراجات میں پایہ تکمیل تک پہنچ سکتا ہے۔

ریسرچ یونیورس اور سی ناپس:

مشہور امریکی فلاسفر چارلس پارسنس نے علم اور معلومات حاصل کرنے کے لیے چار اہم طریقوں سے بحث کی ہے۔آدمی صداقت تئیں کڑا رویہ اختیار کرتا ہے۔صداقتوں کی دنیا ہوتی ہے جس کو ایک آدمی اپنے لیے سچ سمجھتا ہے اور وہ تجربات کی روشنی میں اسے برابر صادق پاتا ہے۔دوسرے طریقے کا تعلق تسلیم شدہ مقاصد سے گہرا ہے۔مذہبی کتابوں میں جتنی باتیں لکھی ہیں وہ مذہب کے ماننے والے بغیر کسی چوں چراں کے سچ سمجھتے ہیں۔ ان کتابوں کے ذریعے زندگی کے بہت سے راز وا ہوتے ہیں۔انہیں پہلی نظر میں اہم سمجھنا

Scanned by CamScanner

ی ہے۔ تیسرے طریقے میں یہاں ایک حد تک تحمل و دانش کا گزر ہے۔ یہاں آدمی
دلہ خیالات کے لیے سچ کی تلاش کرتا ہے۔ علم حاصل کرنے کا آخری طریقہ موضوع اور
نی ورسٹی کے انتخاب اور وضاحت کے بعد خاکے کی صورت اس طرح ہوگی۔

یباچہ:

اس میں موضوع کا تعارف، دائرہ، پس منظر اور مقصد شامل ہے۔ اگرچہ یہ مقالے کا پہلا باب ہوتا ہے لیکن اسے سب سے آخر میں لکھا جاتا ہے۔ جب تحقیق مکمل ہوجاتی ہے تو بہت سے نئے گوشے رونما ہوتے ہیں۔ نئی نئی باتیں سامنے آتی ہی۔ اس لیے گنجائش رکھی جاتی ہے کہ وہ سب دیباچے میں شامل کی جاسکیں۔

بہت سے افراد دیباچے کی جگہ تعارف لکھتے ہیں۔ دو اہم باتیں ذہن میں رکھنی چاہیں۔ ایک تو موضوع کو نہایت خوش اسلوبی سے پیش کیا جائے اگر تعارف ہی خشک، بھونڈا اور مضحکہ خیز اور غیر منطقی ہے تو مقالے کا قاری خواہ وہ خود محقق ہی کیوں نہ ہو دلچسپی سے نہیں پڑھے گا اور اپنے قارئین کا وسیع حلقہ نہیں بنا پائے گا۔ ایک اہم خاکے کے لیے ضروری ہے کہ اس میں حسب ذیل باتوں کی طرف سکالر اور نگران نے توجہ دی ہو۔

۱۔ موضوع سے متعلق مسائل کی تشریح کر دی گئی ہو۔

۲۔ مطالعہ ضرورت اور مقصد کی وضاحت کا محتاج نہ ہو۔

موضوع اور مسائل کی اہمیت پر اس طرح روشنی ڈالی گئی ہو جس میں داخلی احساسات کی دجہ سائنسی نقطہ نظر کی زیادہ جگہ ہو۔ اگر ماضی میں کوئی تحقیق کی گئی ہے تو خاکے میں اس کا ذکر ہونا چاہیے جس سے پتہ چلنا چاہیے کہ یہ نئی تحقیق پہلی تحقیق سے آگے کی طرف ایک قدم ہے پھر اس کی ضرورت بھی بیان کرنی چاہیے تاکہ مقاصد پر اچھی طرح سے روشنی پڑ سکے۔

تحقیق کے طریقہ کار کا ذکر بھی خاکہ میں ضرور ہونا چاہیے۔ خاکہ ریسرچ ڈیزائن کی پہلی منزل ہوتا ہے۔ خاکہ میں ابواب کی تقسیم اس طرح ہونی چاہیے جس سے ربط و

Scanned by CamScanner

تسلسل کا پتہ چل سکے۔ تقسیم کی بنیاد اگر منطقی غور و فکر پر نہ ہو تو اسکالر مقالے کی تحریری منزل میں بہت سی دشواریوں میں پھنس جائے گا۔ ان تمام کمزوریوں سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے خاکے کے آخری شکل دینے سے پہلے کئی بار نگران کی مدد سے نظر ثانی کرے۔

خاکے کا آخری باب اختتامیہ ہوتا ہے۔ اس میں مقالہ نگار کوئی باتیں شامل کرنی چاہیں۔ ابواب کی روشنی میں وہ تمام Findings کو ایک جگہ جمع کر لیتا ہے۔ اپنے مقاصد کو پیش نظر رکھتا ہے۔ مفروضات کی تردید یا تصدیق کا جائز لیتا ہے۔ طریقہ کار کی روشنی میں جو نتائج سامنے آتے ہیں ان سب کو اس آخری باب میں رقم کرتے ہیں۔ وہ ان مسائل کا بھی ذکر کرسکتا ہے جو تحقیق کے دوران وا ہوتے ہیں اور ان پر نئے سرے سے تحقیق ہوسکتی ہے۔ اچھا مقالہ وہ ہوتا ہے جس کی ابتدائی اور اختتامی ابواب قاری کے دلوں میں پہلے جستجو پیدا کرے اور جب وہ آخری منزلوں سے گزر رہا ہو تو اسے ایک گونہ گو طمانیت قلب حاصل ہوجائے۔

تحقیق کا ڈیزائن:

تحقیق کے سلسلے میں ایک مسئلہ یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ تحقیق کی مختلف منزلوں اور مرحلوں کو کس طرح قابو میں رکھا جائے یعنی ریسرچ کی دنیا گرفت میں رہے تو اسکالر ریسرچ کی حدوں سے کہاں تجاوز کر رہا ہے اسے خبر بھی نہ ہوگی کہ اس لیے ریسرچ کے ڈیزائن پر عمل ضروری سمجھا گیا ہے۔

ہونہار اور باشعور افراد ایک اچھے آرکیٹیکٹ سے نقشہ اپنی ضرورتوں کے پیش نظر بنواتے ہیں۔ اب یہ آرکیٹیکٹ ڈیزائن کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔ ڈیزائننگ فیصلہ صادر کرنے کے قاعدے کو کہا جاتا ہے۔ یہ ایک طرح کا ایک ایسا قاعدہ اور ضابطہ ہے جس کے ذریعے سوچ کی سکیم کو عملی شکل اختیار کرنے والے اپنے قابو میں رکھ سکیں۔

Scanned by CamScanner

ریسرچ ڈیزائن کا تعلق تحقیق کی مندرجہ ذیل باتوں سے ہے۔

۱۔ تحقیقی مطالعہ کے موضوع کی نوعیت کیا ہے اور اس سلسلے میں کس طرح کی معلومات اور اعداد وشمار کی تلاش ہے۔

۲۔ تحقیق کیوں کی جارہی ہے اور اس کے مقاصد کیا ہیں۔

۳۔ معلومات کا ذخیرہ کہاں ملے گا۔

۴۔ تحقیق کے لیے مطالعہ میں کتنی مدت لگے گی۔

۵۔ کن کن علاقوں میں مطالعہ ضروری ہوگا۔

۶۔ مواد کا کتنا ذخیرہ درکار ہے۔

۷۔ ڈیٹا جمع کرنے کے طریقے کیا ہوں گے۔

۸۔ ڈیٹا کو کس طرح تنقید وتجدید کی منزلوں سے گزرنا ہے۔

۹۔ ان باتوں کو کس طرح بروئے کار لایا جائے تاکہ کم وقت اور کم لاگت میں تحقیق مکمل ہوجائے۔

ریسرچ ڈیزائن کو ڈیٹا جمع کرنے کے فیصلوں سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے اس امور میں کفایت شعاری کا عمل مکمل ہوجاتا ہے ۔ڈیٹا کس طرح جمع کیا جائے Snapses کا انتخاب جمع کیے گئے ڈیٹا کی یک جائی کا مسئلہ پھر اس طرح جمع کیا جائے کہ Snapses کا انتخاب ریسرچ ڈیزائن میں شامل ہے جو ڈیزائن اس طرح ترتیب پائے گا وہ خالص سائنسی ہوگا جو اور کسی دوسرے طریقے سے سائنسی نہیں بن سکتا۔ ریسرچ ڈیزائن کی ضرورت جو سائنسی طریقہ کار کی حدود میں رہ کر پوری ہوتی ہے۔ حسب ذیل امور کی بنیاد پر پیش آتی ہے۔

۱۔ بہت سی تحقیقوں میں بعض اوقات اسکالر نقشے تلاش کر کے جمع کیے گئے اعداد و شمار کی معنویت اور افادیت سے مکمل شعور نہیں رکھتا اور وہ یہ طے نہیں کر پاتا کہ کس حد تک

Scanned by CamScanner

یہ غیر ضروری ہے۔ اطلاعات اور معلومات کو برداشت کیا جائے۔اگر وہ ان کمزوریوں سے واقف ہے تو ریسرچ ڈیزائن کی ترتیب کی مدد سے دور کر سکتا ہے۔

۲۔ بہت سی ریسرچ پروجیکٹس میں مقررہ مدت سے زیادہ وقت لگ جاتا ہے۔اس طرح اس کی شناخت اور تجزیے میں مزید وقت ضائع ہوتا ہے لیکن اگر ریسرچ ڈیزائن کی تکنیک سے اسکالر آگاہ ہے اور اس نے اپنے پروجیکٹ کا ریسرچ ڈیزائن بنایا ہے تو وہ بہت کم وقت میں اپنا کام کرے گا۔ تازہ بہ تازہ اور نو بہ نو تلاش آج کی سماجی اور ادبی تحقیق کا ایک اہم نقطہ بن چکا ہے اس کی خاطر غیر ضروری دوڑ دھوپ، پریشانی مول نہیں لینی پڑتی لیکن ڈیزائن بن جانے کے بعد غیر ضروری پریشانیوں سے اس کو نجات مل جاتی ہے۔ جب تک ریسرچ کا مناسب پلان تیار نہیں کیا جائے گا اسکالر اندھیرے ہی میں ٹامک ٹوئیاں مارتا رہے گا۔

۳۔ اسکالر سمجھتا ہے کہ اس طریقہ کار کی واقفیت حاصل کرنے سے فائدہ کیا ہے جن پر کاربند نہیں ہوا جاسکتا۔ماہرین نے اسے ضروری قرار دیا ہے کہ عملی ریسرچ ڈیزائن اہم نکات پر مبنی ہے۔

۱۔ فطرت سے ہم آہنگی پیدا کرنے یا اسی میں نئی حقیقتوں کی تلاش کے ذریعے مفروضے کی تخلیق کرنا ریسرچ کا مسئلہ نئے طریقے سے سامنے آسکے۔

۲۔ کسی خاص حالت ،فرد یا جماعت کی خصوصیات کو بیان کرنے کے سلسلے میں اس ڈیزائن کی ضرورت ہے اس ضمن میں جس قسم کا مطالعہ کیا جاتا ہے اسے Descriptive Studies کہتے ہیں۔

۳۔ کسی واقعہ کے تواتر سے ہونے اور اس کا مطالعہ کیا جانا اسی دائرے میں آتا ہے اسی طرح کا مطالعہ مقصود ہو تو اسے Descriptive Studies کہتے ہیں۔

۴۔ تعصبات سے اسکالر بری ہو کر شہادتوں کو جمع کرے ان دو قسموں کے ذریعے

Scanned by CamScanner

ریسرچ ڈیزائن کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔ وہ مطالعہ جہاں مفروضہ کا احتمال مقصود ہو یعنی تجرباتی مطالعہ قواعد وضوابط سے آزاد نہیں ہے۔اس کے ذریعہ اسکالر کا تعصب کم ہو جاتا ہے لہذا تجربوں کو اس نقطہ نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ تفتیش وتلاش کی خاطر کیے جانے والے مطالعے کا خاص مقصد کسی مسئلے کو اصولی شکل میں ترتیب دینا ہوتا ہے تاکہ اسکالر دلچسپی سے ریسرچ کے ڈیزائن کی بہتر ترتیب پیش کر سکے۔

مفروضات اور ان کی نوعیت:

ریسرچ کا آغاز کسی نہ کسی مسئلے سے ہوتا ہے یا کوئی دشواری اس کی ابتدا کرتی ہے اور پھر ذہن تحقیق کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ جو دشواریاں نتائج کی راہ میں حائل ہوں اور مقاصد کی بے جا روی میں رکاوٹ ہو اسے دور کیا جا سکے تاکہ صحیح حل کا راستہ ہموار ہو سکے اس لیے بہتر یہ ہوتا ہے کہ اسکالر اپنی دشواریوں اور موضوع سے متعلق مسائل کا ایک واضح نقشہ اپنے سامنے رکھے اور پھر اسے حل کرنے کی طرف مائل ہو۔اسے یہی مسائل اور دشواریوں کو حل کرنے کے لیے ایک مفروضہ کی ضرورت ہوتی ہے کوئی ضرورت نہیں کہ مفروضات تحقیق کے دوران صحیح ثابت ہوں اسے غلط ثابت کرنے کے لیے بھی تحقیق کی راہوں سے گزرنا ہوتا ہے لہذا مفروضات کا ذہن میں صاف نقشہ موجود رہنا ضروری ہے جب یہ احاطہ تحریر میں آ گیا تو اسے پانے کے لیے مفروضات کے تمام چھوٹے بڑے نقاط ابھر جاتے ہیں تاکہ اپنے نقطہ نظر کی تردید اور تاکید میں مدد مل سکے۔ نقطہ نظر یہی دنیا مفروضات کے نام سے موسوم ہے۔ نقطہ نظر کی تردید اور تائید میں مدد مل سکتی ہے اس کے بغیر کسی قسم کی تحقیق ممکن نہیں۔

ایک بار جب اسکالر اپنے مسائل اور اس کی نوعیت کو سمجھ لیتا ہے تو اس کے حل کا ایک مبہم سا خاکہ ذہن میں ضرور تیار کر لیتا ہے۔ مشکل سوالات کا بالکل ٹھیک تو نہیں ایک

Scanned by CamScanner

حد تک صحیح جواب کے قریب وہ پہنچ جاتا ہے۔ قریب تر جواب یا حل مفروضہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے یا یہ مسائل کا حل پیش کر دیتا ہے یا اسے مزید تحقیق کی طرف آمادہ کر دیتا ہے۔ لہذا یہ کہا جانا غلط نہیں کہ مفروضہ ضابطہ سازی ہے۔ اسکالر اسی تصور سے تحقیق کی ابتدا کرتا ہے کہ اس موقف کی وجہ سے مشاہدات مطالعہ اور اس کے منطقی نتائج تک بہ آسانی پہنچتا ہے۔ اگر اس کا مفروضہ درست ہے تو وہ مشاہدات اور مطالعہ کے دوران اپنی صداقت کا ثبوت فراہم کر دے گا اور اگر غلط ہے تو بھی اس کی تصدیق کر ے گا۔ اگر مفروضہ معیار پر صحیح و سالم اتر گیا تو اسکالر کی منزل قریب آ گئی اور اس کو مسائل کا حل مل گیا اور پھر وہ مسائل کی نوعیت کا جائزہ لے سکتا ہے اور مزید اعداد و شمار کر سکتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ مفروضے کے بغیر ایک قدم بھی آگے بڑھنا مشکل ہے تو اسے صرف مفروضے کی اہمیت اور ضرورت پر زور دینا مقصود ہے تا کہ اسکالر تلاش و جستجو کی راہوں کو آسانی سے طے کر سکے۔ اس لیے تحقیق کی ابتدا میں مفروضے کی تعمیر اس کی اہمیت کو محسوس کرنا لازمی ہے اور پھر شعور بھی ضروری ہے کہ پوری تحقیق میں مفروضے کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔ Chanddock مفروضے کی اہمیت بتاتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

> ’’ مفروضہ سائنس کی زبان میں دریافت شدہ حقائق کی تشریح و تفسیر ہے۔ وہ تفتیش کو بامعنی بتاتا ہے۔ تلاش و جستجو کی راہوں کو طے کرتا ہے۔ اس کے بغیر اسکالر جمع کیے گئے مواد کا مناسب استعمال کر سکتا ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ ایک مفروضے کی عدم موجودگی میں وہ بالکل الٹا کام کردے گا۔ اس لیے تحقیق کی ابتدا ہی نگران اور اسکالر دونوں کو مفروضہ کی سمت اور نوعیت کو سمجھ لینا چاہیے۔‘‘

اسکالر کو اپنے کلچر کی تعریف اس کی وسعت کی روشنی میں ترتیب دینا ہوگا۔ اب کلچر کا مطالعہ اور اردو بولنے والوں کی تہذیب و تمدن کی تاریخ بھی سامنے رکھنی ہوگی۔ اس

Scanned by CamScanner

طرح اسکالر صرف کلاسیکی، ادبی خزانوں تک واقفیت کی دنیا محدود نہیں رکھ سکتا۔ اسے سماجی زندگی کے بالائی زینوں تک چڑھنا ہوگا۔ اس لیے میں برابر اس طرف اشارہ کرتا ہوں کہ ادب اور آرٹ کا مطالعہ اس وقت محض ایک نقطہ نظر سے کرنا درست نہیں بلکہ اس کا مطالعہ ضروری ہے لہٰذا اچھے اور کامیاب مفروضے کے لیے ماضی اور قوت تخیل دونوں ہی ضروری ہیں۔ ماضی لاکھوں سال کی ثقافت و تہذیب کا بڑا انمول خزانہ پوشیدہ رکھتا ہے اور انسان کی قوت تخیل اس سے جب چاہے خوب صورت پیکر تراش لیتی ہے۔ یہاں اس کا عمل ایک بڑے سنگتراش کا سا ہوتا ہے جو رونق اور بھدے پتھروں کو اپنے خون جگر سے رنگین بنا کر ایک نئی زندگی عطا کرتا ہے۔ اب مفروضے کے عناصر اور خصوصیات کا جائزہ بھی لے لیں۔

۱۔ ایک مفروضہ تجرباتی نقطہ نظر سے قابل قبول ہوتا کہ اس سے ضروری نتائج برآمد ہوسکیں۔

۲۔ ایک مفروضہ ایسا ہو جس پر تحقیق کی عمارت کھڑی کی جاسکے جہاں مشاہدات اور مطالعے کے ذریعے حقائق کی از سرِ نو تشریح و تفسیر ممکن ہو۔

۳۔ نظریاتی نقطہ نظر سے اس کی شکل و صورت واضح ہوجائے۔ تصور اور نظریہ کی وضاحت ہونی چاہیے۔ کوئی چیز پیچیدہ اور گنجلک نہ ہو۔

۴۔ مفروضے کا بالکل ہی غیر مبہم ہونا ضروری ہے اور کوئی عمومی بات نہیں ہونی چاہیے۔

۵۔ بہتر ہو اگر مفروضہ کسی تصور یا نظریے سے متعلق ہو۔ اس سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ تصورات سامنے آتے ہیں۔ ایک مثال کے ذریعے بات واضح ہوجائے گی کہ جدیدیت کے موضوع پر پچھلے چند برسوں سے اردو کے ادیب اور شاعر اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ اب اگر ان پر کوئی اسکالر تحقیق کرنا چاہے تو اس کو اپنا مفروضہ ایسا بنانا ہوگا جس کی بنیاد نظریات پر رکھنی

Scanned by CamScanner

ہوگی۔اب فلسفے کے مختلف سکول سامنے آئیں گے اور مختلف مشرقی و مغربی تصورات بھی زیر بحث ہوں گے ۔اس طرح بہت ممکن ہے جدیدیت کی اس بحث اور تحقیق سے کوئی نئی بات کوئی نیا نظریہ ابھر کر سامنے آئے یا جدیدیت بحثیت فلسفہ ہی غائب ہوجائے مگر یہ سب اسی وقت ممکن ہے جب مفروضہ کی تعمیر سائنسی ہو اور ان حقائق کی طرف اسکالر راغب ہو جن کا ذکر کیا گیا ہے۔

تصورات

نظریات و تصورات کا تحقیق اور اس کے طریقہ کار میں بڑا دخل ہے۔تصورات مشاہدات کی منزلوں سے گزرتے ہیں۔ اشیاء کا ماورائی نام ہے۔ اس کے دائرے میں حادثات اور ماحول شامل ہیں۔جن پر شب و روز زندہ رہنے والا انسان بغیر کسی نظریے کی وضاحت یا وجود عدم سے قطعی غافل رہتا ہے۔لیکن ان ہی سینکڑوں انسانوں میں بعض ذہن دن رات رونما ہونے والے واقعات اور حادثات سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔وہ انہیں بنیاد بنا کر کسی مخصوص تصور کی فلسفیانہ وضاحت کرتے ہیں اور مخصوص تصورات،مشاہدات اور تجربات و حادثات کی راہوں سے گزرتے ہوئے کسی نئے نظام حیات کی داغ بیل ڈالتے ہیں۔اسی لیے Parson کہتا ہے:

> ''کوئی بھی تجرباتی علم ایسا نہیں ہے جس کا کسی نہ کسی طرح تصور یا نظریے سے کوئی رشتہ رہا ہو لہذا تحقیق کا بنیادی خاکہ بناتے وقت ذہن مین چند تصورات بھی قائم ہوتے ہیں یا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ محقق ان ہی بہم تصورات پر عمارت کی بنیاد رکھتا ہے،جوں جوں تحقیقی کام آگے بڑھتا ہے اس عمارت میں استحکام آتا جاتا ہے اور جب یہ تصورات واضح اور صاف ہوجاتے ہیں تو مفروضات کے استدلالی نظام میں نظریہ اور تابناک ہوجاتا ہے پھر کوئی پیچیدگی اور ابہام باقی

Scanned by CamScanner

نہیں رہتا اس طرح تحقیق میں نظریہ اور تصور کی اہمیت اسکالر اور اس کے نگران کو شروع ہی میں سمجھ لینی چاہیے بعض تصور ہمارے تحقیقی مقاصد اور حقائق سے قریب ہوتے ہیں۔ سماجی علوم کی تحقیق میں ادبیات کی بہت ضرورت ہے۔ادبیات میں تصورات کا مسئلہ عام طور پر جمالیاتی یا فلسفیانہ ہوتا ہے لیکن سماجی علوم میں اس کا تعلق معاشرتی نظام سے گہرا ہے ۔اس لیے وضاحت شرط ہے ورنہ محقق سمجھ جائے گا کہ ابتدا سے تحقیق کی آخری منزل تک تصورات اسکالر کی راہنمائی کرتے ہیں۔ اس کے ذہن نے دھندلکوں کو دور کرنے میں اس طرح وہ ہدایت کا فرض انجام دیتے ہیں۔ اس سے ذہن کی پختگی ظاہر ہوتی ہے اور ریسرچ کا ایک بڑا تقاضا پورا کرتا ہے۔''

تحقیق کا نظریات سے رشتہ:

تجرباتی استدلالی تحقیق کا نظریات سے گہرا رشتہ ہے ۔اس کے بغیر تصور اور نظریے کی یہ تحقیق آگے نہیں بڑھتی۔ ایک سائنس دان اپنی تجربہ گاہ میں برابر مصروف رہتا ہے۔ ان تسلیم شدہ حقائق کی کھوج اور تجزیے میں ایک ماڈل کی حیثیت سے لوگوں نے مان لیا ہے ۔اس کا یہ عمل کسی نہ کسی نظریے پر مبنی ہوتا ہے مگر یہ بات برابر پوچھی جاتی ہے کہ تحقیقی اشیاء کی افادیت کے تجربے کے دوران کیوں کسی نظریے کی تابع ہوگی یا کسی طرح وہ نظریات و تصورات کے قریب ہوجاتی ہے ۔ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ ان کی حیثیت ایسے ہمراہی کی ہے جن کے سفر کا آغاز ایک خاص منزل سے ہوتا ہے لیکن یہ زندگی بھر کسی ایک مقام پر نہیں ملتے۔

Mertuns کہتا ہے کہ:

''صرف ماہر سماجیات کے نزدیک اس کے چھ سے زیادہ مطالب

Scanned by CamScanner

ہیں۔ زمانہ قدیم میں آرام طلبی کے ساتھ کسی وہم اور تصور کو نظریے کا نام دیا جاتا ہے حالانکہ اس کی پشت پناہی کی طرح اس کا استدلالی نظام نہیں کرتا تھا۔ لیکن جوں جوں علم و دانش کی فتح ہوتی گئی نظریہ اور مشاہدات کا رشتہ ایک دوسرے سے مضبوط ہوتا گیا فی الحال نظریے یا اصول کا بنیادی مقصد مشاہدات کی تشریح کرنا ہے۔ عہد پارینہ کے برعکس جب کہ اصولوں اور نظریوں کی بنیاد کو شک و شبہ کی نظروں سے دیکھا اور سمجھا جاتا تھا، موجودہ عہد میں نظریے ہی کو برابر چیلنج کیا جاتا ہے۔ خواہ مخصوص اصولوں اور نظریوں کی فکری حیثیت کیوں جاری ہے اور حقائق کا بڑا خزانہ استدلالی نظام کی شکل میں اس کی اعانت کے لیے کیوں نہ کھڑا ہو۔ یہ اصول و نظریہ تنقید سے خالی نہیں سمجھے جاتے اور ان کی موجودگی میں ان پر نظرثانی ہوتی رہتی ہے۔ ایک وقت میں جب نیوٹن کے دریافت شدہ فطری قوانین حیرت انگیز انکشافات کی طرح سامنے آئے تھے لیکن آئن سٹائن نے اپنے نظریہ اضافیت کے ذریعے نیوٹن کی تمام تحقیق کو رد کر دیا۔ رد کرنے کا یہ عمل بیسویں صدی میں سائنس دان آرشمیدس کی طرح اپنی جان گنوانے کا شطرہ مول لینا پڑا۔ یہ نئی فضا اس تجرباتی تحقیق کے ذریعے پیدا ہوتی ہے۔''

John Galtonns تھیوری کو مصروفیات کا ایک سیٹ سمجھا جاتا ہے۔ اس وقت علم سائنس دان کو مجبور کرتا ہے کہ وہ بدلے ہوئے حقائق کی روشنی میں نئے اصول و نظریات بنائے اور اس کی بھی وضاحت کہ کس طرح یہ اصول و نظریات ان مشاہدات کی تشریح کرتے ہیں جن سے ہم سب دوچار ہوتے ہیں۔ تحقیق چار طرح کے اہم رول ادا کرتی ہے

Scanned by CamScanner

کسی اصول ونظریہ کی شکل وصورت سامنے ابھرتی ہے۔

۱۔ سائنسی تحقیق کبھی کبھی ایسے انکشافات کو جنم دیتی ہے جو نظریوں کی تشکیل کے طالب ہوتے ہیں اور موضوع کے دائرے میں اپنی ایک نئی جگہ بناتے ہیں۔اس کا یہ مطلب نہیں سمجھنا چاہیے کہ پرانی تحقیقوں کے ذریعے جو چیز حاصل ہوئی اسے ضائع کر دیا جائے بلکہ آئن سٹائن کے لفظوں میں صرف یہ احساس رہنا ضروری ہے کہ یہ قدیم تحقیق کی منزل اب سے بہت چھوٹی اور غیر اہم معلوم ہوتی ہے لیکن اس چھوٹی اور غیر اہم منزل سے ہی ایک بڑی شے کی دریافت ہوتی رہتی ہے۔ان غلطیوں کا تعلق ہمارے مشاہدات کی دنیا سے ہے جن کے متعلق پہلے سے سمجھا سوچا نہیں گیا اس کے نتیجے میں جو چیزیں سامنے آتی ہیں وہ نئے مفروضات کا تعارف کرتی ہیں اور ان نئے مفروضات کی مدد سے نئی تھیوری جنم لیتی ہے۔

۲۔ ریسرچ کی تھیوری کو از سر نو زندہ بھی کرنا ہے اسے نئی شکل میں پیش کرنا ہے۔ حقائق کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے مشاہدات کی دنیا صحیح نہیں ہوتی جب اسکالر ان پر غور کرتا ہے تو وہ ان حقائق کا نئے سرے سے جائزہ لینا ہے اور تھیوری کی بالکل بدلی ہوئی ہیئت سامنے آتی ہے۔شاعری میں نظیر اکبر آبادی کی مثال سے اردو کے قارئین آسانی سے سمجھ لیں گے۔عرصہ دراز تک نظیر اکبر آبادی کو قابل لحاظ شاعر تسلیم نہیں کیا گیا لیکن برسوں بعد جب ایک ناقد نے اسے اردو شاعری کے آسمان پر تنہا ستارے کی طرح روشن کہا تو اچانک شاعری کے تئیں پورا شعری رویہ ہی بدل گیا۔اسی طرح اقبال کی بھی مثال دی جاسکتی ہے۔ریسرچ کا ہی کمال ہے کہ اس نے پرانی تھیوری کو ایسے استدلالی نظام کے ذریعے بدل کر ... معنی نئی تھیوری پیش کی۔

Scanned by CamScanner

۳۔ تجرباتی ریسرچ قدیم تھیوری کو از سر نو روشنی میں لاتی ہے جس سے علم میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ڈسپلن جنم لیتے رہتے ہیں۔ پرانے نظریے نشانہ بنتے ہیں۔ انہیں سائنس دان اپنی تجربہ گاہوں کے نہاں خانوں میں تجربے کی منزلوں سے گزارتے رہتے ہیں اور جب وہ تمام مرحلوں سے گزر کر سامنے آتے ہیں تو ان کی اصلی شکل برقرار رہتی ہے یا بدل جاتی ہے۔

دستاویزی طریقہ تحقیق:

دستاویزی تحقیق کو تاریخی تحقیق "Historical Research" بھی کہتے ہیں۔ شروع میں یہ جاننا چاہیے کہ تاریخ سے مراد کیا ہے۔لغت میں اس کے معنی ہیں وقت کی نشان دہی۔ ارخت الکتاب دور رفتہ سے مراد ہوتی ہے کہ میں نے کتابت کا وقت درج کر دیا۔اصطلاح میں اس کے معنی ہیں وقت بتا کر سارے احوال کو متعین کرنا۔تاریخ وہ فن ہے جس میں سارے زمانے کے واقعات سے بحث کی جاتی ہے۔انسان اور زمان لفظ تاریخ کا معنی ہے علم اور سچائی کی تلاش۔ دریافت کرنے کے لیے تلاش کا عمل تاریخ کے گزشتہ حالات و واقعات کا مربوط بیان ہوتا ہے یا ان کی وضاحت ہوتی ہے جس کی صداقت کے پیش نظر تنقیدی زاویہ نگاہ سے لکھا جاتا ہے چونکہ تحقیق کے اس طریقے میں دستایزات اور ریکارڈ استعمال کیا جاتا ہے۔اس لیے اس کو دستاویزی تحقیق کہتے ہیں۔اس طریقہ تحقیق کا استعمال ہر علمی شعبے میں کثرت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ تاریخ ادب لسانیات اور انسانی علوم میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔معاشرے کے حوالے سے زیر بحث لایا جاتا ہے لیکن جب اس کے حالات کو معاشرتی پس منظر سے الگ کر کے زیر بحث لا جائے گا تو وہ تاریخ نہ ہوگی۔

طریق کار:

جب محقق تاریخ کے مطابق کام شروع کرتا ہے تو اس کو بہت سے ایسے مراحل

Scanned by CamScanner

گزرنا ہوتا ہے جو دوسری قسم کی تحقیق میں مشترک ہوتے ہیں لیکن وہ چند ایسے مسائل سے بھی دوچار ہوتا ہے جو اس کے موضوع کے ساتھ مختص ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خاص معیار اور اسلوب اختیار کرتا ہے۔ طریق کار کے مختلف مدارج مندرجہ ذیل ہیں۔

مسئلے کی تشکیل:

اس میں عموماً ان اصولوں کا اطلاق ہوتا ہے جو موضوع میں اور اس کے انتخاب کے بارے میں رہنمائی کا کام دیتے ہیں۔جس شعبہ علم میں تحقیق کی جانی مقصود ہو اس کے مختلف پہلوؤں کو سامنے رکھ کر مسئلے کو تشکیل دی جاسکتا ہے۔مثلاً اگر تعلیمات کے شعبے میں مسئلے کی تلاش ہے تو اس کے لیے یہ پہلو مفید ثابت ہوسکتے ہیں۔ افراد ادارے، انجمنیں، ضوابط،نصابات، انتظامی اہلیت، نصابی کتب تدریس میں تیاری کا طریق کار،تدریسی ساز و سامان اور اہم مسئلے کی تشکیل دیا جارہا ہے تو کتب خانے اور لائبریریاں اور سروس فراہم کرنے کے مختلف پہلو تاریخی تحقیق کا موضوع بن سکتے ہیں۔

پاکستان کے قیام سے لے کر ۱۹۸۰ء تک جامعاتی کتب خانوں کا تاریخی جائزہ

بہرحال متعلقہ شعبہ علم کے کسی پہلو کو سامنے رکھ کر تحقیق مسئلے کی تشکیل کی جاسکتی ہے۔

۲۔ ماخذ ومصادر کی جمع آوری:

اس عرصے میں ان ماخذ اور دستاویزات کو جمع کر کے ان سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ جن پر تحقیق کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔عام طور پر دو قسم کے مصادر استعمال کیے جاتے ہیں ایک کو بنیادی مصادر اور دوسرے کو ثانوی مصادر کا نام دیا جاتا ہے۔

بنیادی مصادر

یہ وہ دستاویزات ہوتی ہیں جن میں ان واقعات وغیرہ کا ریکارڈ شامل ہوتا یہ جن کو مصنف نے خود دیکھا یا اسے کانوں سے سنا ہوتا ہے یہ بھی بنیادی مصادر ہیں۔ مصادر میں چشم دید شہادت موجود ہوتی ہے جو تاریخ کی مقبولیت اور قدر و قیمت کو بڑھا دیتی ہے۔

Scanned by CamScanner

دوسرے الفاظ میں ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس قسم کی دستاویزات میں ابتدائی معلومات مندرجہ ذیل ہیں عام طور پر مورخین بنیادی مصادر کو دو قسموں میں تقسیم کرتے ہیں۔ بنیادی مخطوطات جن کی تقسیم اس طرح کی جا سکتی ہے۔

۱۔ ذاتی کاغذات

۲۔ دستاویزی ریکارڈ، انٹرویوز

۳۔ مرکزی حکومت کی مطبوعات

۴۔ صوبائی حکومت کی مطبوعات

۵۔ خودنوشت سوانح عمریاں اور یادداشتیں

۶۔ تقریروں اور خطوط کے مجموعے

ثانوی مصادر:

ثانوی مصادر وہ ریکارڈز ہوتے ہیں جن کو وہ فرد یا افراد مرتب کرتے ہیں جو خود واقع میں شریک نہیں ہوتے یا جنہوں نے خود اس واقعے کا مشاہدہ نہیں کیا ہوتا لہذا یہ ان افراد کی شہادت ہوتے ہیں جو واقعے کے چشم دید گواہ نہ تھے لیکن کسی وجہ سے یہ ریکارڈ تیار کیا۔ اگر کوئی مصنف کسی دوسرے مصنف اقتباس پیش کرتا ہے تو یہ ثانوی مصادر میں شمار ہوگا۔ نصابی کتب ،جنتریاں اور اطلاعات کے ایسے ہی خلاصے ثانوی مصادر کہے جاتے ہیں۔ بعض اوقات تحقیق کی نوعیت مصادر کو بدل دیتی ہے۔ مثلاً نصابی کتابوں کو ثانوی مصادر ہیں تو اس صورت میں نصابی کتابیں ثانوی کے بجائے بنیادی ماخذ کی حیثیت اختیار کر جائے گی۔ تاریخی تحقیق میں محقق کوشش کرتا ہے کہ وہ بنیادی مصادر سے استفادہ کرے جب وہ کام شروع کرتا ہے تو عموماً ثانوی مصادر سے مطالعے کا آغاز کر کے بنیادی مصادر کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

ریکارڈز اور آثار:

اس طریقہ تحقیق میں کئی قسم کے ریکارڈ استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس طرح

Scanned by CamScanner

مختلف قسم کے آثار سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ ان کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں۔

ذاتی ریکارڈ

۱۔ مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ کی دستاویزات جن کو مرکزی حکومت یا صوبائی حکومت تیار کرتی ہیں۔ مثلاً آئین، قوانین، عدالتی قواعد اور فیصلے ٹیکس کی فہرستیں اور اعداد و شمار وہ معلومات جن کو مرکزی یا صوبائی محکمہ تعلیم کے شعبے، کمیشن پیشہ انجمنیں، انتظامی اتھارٹی مرتب کرتی ہے۔

۲۔ ذاتی ریکارڈ

ان میں ڈائریاں، خود نوشت سوانح عمریاں، خطوط، وصیت نامے، جائیداد کے کاغذات، معاہدے کے لیے لیکچر کے اشارات، تقاریر، مضامین اور کتابوں ل کے اصل مسودے شامل ہوتے ہیں۔

۳۔ زبانی روایات

ان میں اساطیر، لوک کہانیاں، خاندانی کہانیاں، کھیلیں، تقریبات، واقعات کی چشم دید یادیں شامل ہوتی ہیں۔

۴۔ تصویری ریکارڈ

ان میں تصویریں، متحرک تصوریں، مائیکروفلمیں اور مصوری کے نمونے اور مجسمے آتے ہیں۔

۵۔ مطبوعہ مواد

اس میں اخبار، کتابچے اور رسالوں کے مضمون شامل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ زیر تحقیق مسئلے کے بارے میں ادبی اور فلسفیانہ کتابیں بھی شامل کی جاتی ہیں۔ ہل وے Hilway نے اس سلسلے میں کہا ہے ایسی ادبی تخلیقات مثلاً نظمیں، ناول، ڈرامے اور مضامین جو اصل واقعات کے بارے میں معلومات فراہم

Scanned by CamScanner

کر سکتے ہیں لیکن محقق زیادہ تر ان موجودہ خیالات کے پیش نظر ان کا معائنہ کرتا ہے۔

۶۔ میکانکی ریکارڈ

ان میں انٹرویوز اور اجلاس کی کارروائی شامل ہوتی ہے جس کو فیتے کی شکل میں تیار کیا جاتا ہے۔فوٹوگراف ریکارڈ بھی اس میں آجاتے ہیں۔

۷۔ آثار

تاریخی تحقیق کرنے والوں کے لیے ایسے آثار بھی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں جو معلومات کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ہڑپہ اور موہنجوڈارو سے ملی ہوئی قدیم اشیاء بہت سی معلومات فراہم کرتے ہیں۔ وہ کھلونے، برتن اور آلات جو کہ قبرستان سے ملتے ہیں ماضی کے متعلق معلومات بہم پہنچا سکتے ہیں۔بعض اوقات ایسے آثار سرکاری دستاویزات کے اصل مسودے شامل ہوتے ہیں۔

۸۔ مادی آثار

ان میں عمارتیں، فرنیچر اور ساز و سامان ملبوسات اور انسانی ڈھانچے شامل ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ برتن اور مجسمے ان میں شامل کیے جاتے ہیں۔

۹۔ مطبوعہ آثار

ان میں نصابی کتب، معاہدات، حاضری کے فارم اور اخباری اشتہارات شامل ہیں۔

۱۰۔ خطی مواد

چمڑے پر لکھے ہوئے مخطوطات اور جدید دور کی ٹائپ کی ہوئی دستاویزات اور مصوری کے نمونے ہی اس میں شامل ہیں چونکہ آثار ٹھوس شہادت فراہم کرتے ہیں اسی شہادت جن کا ذاتی طور پر معائنہ کیا جاسکتا ہے اس لیے وہ

Scanned by CamScanner

ریکارڈ کی نسبت زیادہ قابل اعتماد مآخذ بن جاتے ہیں۔

متفرقات:

ان میں یہ چیزیں شامل ہیں جن سے فن کے متعلق نمونے، موسیقی کی دھنیں، یادگاریں اور دیگر متفرق ذرائع سے معلومات مل سکتی ہیں۔تاریخی تحقیق کے سلسلے میں چند مصادر کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔ ان کو لائبریری سائنسی علوم مثلاً انسانی علوم، معاشرتی علوم کی تاریخوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے ۔ان مصادر کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ سالنامے

ایسا ریکارڈ جو سالنامہ بنیاد پر مرتب کیا جاتا ہے اس میں عام طور پر واقعات کو ذاتی اعتبار سے درج کیا جاتا ہے لیکن ان کی اہمیت کا اظہار نہیں کیا جاتا مثلاً کتب خانوں یا دیگر اداروں کی سالانہ رپورٹیں وغیرہ۔

۲۔ دستاویزات

ان میں پبلک اور سرکاری دستاویزات آتی ہیں۔ یہ اصطلاحیں اس مخزن کے لیے بھی استعمال کی جاتی ہیں جہاں دستاویزات کو محفوظ کیا جاتا ہے۔ ان کی ترتیب و تنظیم کی جاتی ہے اور ان کو استعمال کیا جاتا ہے۔

۳۔ فہرست

چیزوں کی مکمل فہرست، کتب، ساز و سامان وغیرہ عام طور پر وضاحتی نوعیت کی ہوتی ہے اور کسی نظام کے تحت دیا ہوتا ہے۔

۴۔ کرانیکل

حقائق و واقعات کا ذاتی اعتبار جن میں ایک شخص دوسرے کے نام جائیداد کی منتقلی کا ریکارڈ ہوتا ہے۔

Scanned by CamScanner

۵۔ قصے کہانیاں

غیر معمولی واقعات کی کہانی جو ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتی ہے۔
اس کی اصل روایتی یا افسانوی نوعیت کی ہوتی ہے اور ایسی اصطلاح جس کی عام طور پر جانچ پرکھ نہیں کی جاسکتی۔

۶۔ مخطوطہ

ایسی دستاویزات جو خطی ہو یا ٹائپ کی ہو اس میں کاربن کی کاپیاں بھی شامل کی جاتی ہیں ،اس میں خطوط،تاریں ،روزنامچے،رسید، ذاتی حالات ،فہرستیں،اجلاس کی روداد،ٹیکس کے ریکارڈ، قانونی سرٹیفکیٹ وغیرہ۔

۷۔ یادداشت

ان واقعات کی یادداشت یا رپورٹ جن کی بنیادی مصنف کی زندگی اس کے مشاہدات یا اس کی خاص اطلاع ان ریکارڈ کو یادداشتیں کہتے ہیں۔

۸۔ یادگار

کسی فرد کے واقعے کی یاد میں تعمیر کی گئی عمارت یا کوئی یادگار جس کو اس کے نام سے موسوم کیا گیا ہو۔

۹۔ اسناد،حقوق ومراعات

ایسی دستاویز جن کی جائیداد کے استحقاق کی شہادت موجود ہو یا حقوق ومراعات کے مطالعے کی شہادت موجود ہو۔

۱۰۔ رجسٹر

تحریری ریکارڈ جو کہ عام طور پر سرکاری نوعیت کا ہوتا ہے اور اس کو مستقبل میں استعمال کرنے کے لیے مرتب کیا جاتا ہے اس میں واقعات مثلاً پیدائش،موت کے بارے میں کسی کے اندراجات ہوتے ہیں۔ کتب خانوں میں بھی اندراجی رجسٹر تیار کیے جاتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

رول

ناموں کی فہرست جن کو کسی خاص مقصد کے لیے ریکارڈ کیا جاتا ہے۔ اس

استعمال حاضری کی پڑتال کے لیے کیا جاتا ہے مثلاً کلاس میں حاضری یا کسی محکمے میں

حاضری کا رجسٹر۔

دستاویزی تحقیق کی اقسام:

دستاویزی تحقیق کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ سوانح حیات

۲۔ اداروں اور تنظیموں کی تاریخ

۳۔ ذرائع اور اثرات

۴۔ ترتیب و تدوین، متن

۵۔ نظریات کی تاریخ

۶۔ کتابیات

۱۔ سوانح حیات

اس میں کسی علم کی کسی معروف شخصیت کی زندگی کردار اور کارناموں کے بارے میں بڑے بڑے حقائق کو جمع کیا جاتا ہے اور ان کو صداقت و دیانت کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

۲۔ اداروں اور تنظیموں کی تاریخ

اداروں اور تنظیموں کی تاریخ کے لیے دستاویزی تحقیق کا طریقہ کار استعمال کیا جاتا ہے۔ جامعات، کتب خانے اور دوسرے ادارے اس میں آجاتے ہیں۔ پاکستان میں موجود جامعات اور کتب خانوں پر کچھ تحقیقی کام پہلے ہو چکا ہے۔

۳۔ ذرائع اور اثرات کی تاریخ

اس قسم کی تاریخ میں یہ جاننے کی کوشش کی جاتی ہے کہ کسی فرد یا جماعت کے

Scanned by CamScanner

خیالات تحریروں اور خاص کارناموں پر ایسے عوامل مثلاً تعلیم، احباب، مطالعہ، روز مرہ زندگی کے واقعات اور بالعموم ماحول کس طرح اثر انداز ہوئے۔ عام طور اس طرح کی تحقیق کرنے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اس فرد کے تحریری یا زبانی بیانات یا اس کے طرز عمل میں اس امر کی شہادت معلوم کی جاتی ہے۔

۴۔ ترتیب و تدوین، متن

دستاویزی تاریخ میں تدوین، متن بہت اہمیت رکھتا ہے۔ کسی مصنف کی کتاب کو دیکھنا۔ کسی کتاب کے پرانے ایڈیشن کے حواشی کو نئی شکل دینا، کسی اہم مخطوطے کو مرتب کر کے عام استفادے کے لیے شائع کرنا، مرتب کو چاہیے کہ متن میں کی گئی مصنف کی تبدیلیوں کو بھی پیش نظر رکھے۔ متن میں موجود ظاہری اور امکانی اغلاط اور غلط مطبوعہ الفاظ کو درست کر دینا چاہیے۔

۵۔ نظریات کی تاریخ

اس میں عموماً بڑے بڑے فلسفیانہ اور سائنسی نظریات کی تاریخ پر تحقیق کی جاتی ہے یعنی معلوم کیا جاتا ہے کہ اس نظریے کا ظہور سب سے پہلے کب ہوا اور یہ کن ارتقائی مراحل سے گزر کر اپنی اصل صورت میں آیا۔

۶۔ کتابیات

کسی بھی شعبہ علم میں کتابیات کی تدوین، دستاویزی تحقیق کے طریقے سے کی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کتابیات کے بغیر یہ سب کچھ خاموش ہے۔ اس سے کتابیات کی اہمیت و افادیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس کے ذریعے تحقیق کرنے والوں کا بہت سا وقت بچ جاتا ہے۔ محقق کو کسی موضوع کے بارے میں ایک ہی مقام پر کتب اور دیگر معلوماتی ذرائع کے اندراجات مل جاتے ہیں۔

حقائق کی وضاحت:

Scanned by CamScanner

محقق جب اپنے زیر تحقیق مسئلے کے بارے میں شہادت جمع کر لیتا ہے تو پھر جمع کیے ہوئے حقائق سے نتائج اخذ کیے جاتے ہیں۔ ریسرچ رپورٹ کو لکھتے وقت تحقیق کرنے والے کو کئی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔

مورخین کو چاہیے کہ وہ اس شہادت کو زیادہ اہمیت دیں جو ان کے زیر تحقیق مسئلے کے لیے سب سے زیادہ اہم اور معنی خیز ہو۔ اس کی توضیع اور توجیح بھی کی جائے۔

اگر مؤرخ تمام متعلقہ عوامل کو زیر غور لانے میں ناکام رہے تو جو تاریخ وہ لکھے گا وہ جانب دارانہ ہوگی۔ مورخین اس وقت مکمل تاریخوں کے بجائے تخمینے اور اندازے پیش کرتے ہیں جب وہ ایسی وضاحتیں پیش کرتے ہیں جو ان لوگوں کے ریکارڈ سے نہیں لی جاتیں جو ان واقعات میں شریک لوگوں کے محرکات کے درمیان تعلقات کو مضبوطی سے قائم نہ کیے گئے ہوں۔

❖•❖•❖•❖•❖•❖•❖

ماخذات

۱۔ ملک عابد پروفیسر: عماد التحقیق۔ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ۔ ۱۹۷۸ء، ص ۱۴۔

۲۔ سید عبداللہ ڈاکٹر: (مضمون) تحقیق و تنقید، اردو نامہ کراچی۔ اپریل تا جون ۱۹۸۷ء ص ۱۰۹

۳۔ عبدالودود قاضی: اصول تحقیق اردو سوسائٹی، شعبہ اردو لکھنو یونیورسٹی۔ ۱۹۷۶ء ص ۱۰۹

۴۔ تنک سنگھ ڈاکٹر: نویں شودھ وگیان، پرکاش سنتھان پی ۱۹۹۲ء ص ۲۰

۵۔ آفتاب احمد ڈاکٹر، کلاس لیکچر، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد، ۲۰۰۲ء

قاضی عبدالقادر ڈاکٹر، اخبار اردو، اپریل ۲۰۰۱ء، اکتوبر ۲۰۰۱ء، مارچ ۲۰۰۲ء۔

۶۔ گوہر نوشاہی ڈاکٹر، تحقیقی زاویے۔

۷۔ گیان چند ڈاکٹر، تحقیق کا فن، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد ۱۹۹۴ء

۸۔ گوہر نوشاہی ڈاکٹر کلاس لیکچر، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد، ۲۰۰۴ء

Scanned by CamScanner